JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 02, January – Jun 2023

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

شریعتِ اسلامیہ میں ارتداد کی سزا کے لیے شرائط و موانع: مسلم فقہی مذاہب کی آراء کا تجزیہ

The Conditions and Obstacles for Apostasy Punishment in Islamic Sharī'ah: A Review of different opinions of Muslim schools of thoughts

Anees ur Rehman Siddiqui*
PhD Scholar, Department of Islamic Thought and Culture,
National University of Modern Languages, Islamabad
Dr. Riaz Ahmed Saeed**
Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture,
National University of Modern Languages, Islamabad.

ABSTRACT

Apostasy has always been the most critical topic in Islam. Apostasy is a major issue that threatens religious integrity. The punishment of an apostate is harsh due to his leaving Islam and blaming it. According to Islamic law, apostasy is a punishable crime, and those who commit it should be sentenced to death. This penalty is described by the Book of Allah, Holy Quran, the Prophet's (PBUH) Sunnah and the consensus of the Muslim Ummah. More than a dozen verses of the Quran and numerous Ahādīth of the Prophet Muhammad (PBUH) have been discussed regarding the penalty of apostasy. In the same way, apostasy has some rules and conditions that must be met, and some obstacles must be removed. According to Islamic Sharī'ah, apostasy is only possible if a person is smart, has reached puberty, has a clear intention, and uses good judgment. In this study, efforts are made to elaborate the terms and conditions for the punishment of apostasy in different Muslim jurisprudence schools of thoughts. Analytical research methodology has been adopted in this study with a qualitative research approach. A child who commits apostasy is imprisoned until the child reaches the age of maturity. The child will not be put to death for leaving the faith. Only people who leave the faith while fully aware will be put to death. If a person is forced to commit apostasy, they will not be punished. On behalf of this study, it is recommended that the Islamic laws of apostasy be compared with contemporary international laws in modern nations' Islamic states regarding freedom of religion and human rights.

***Keywords**: Islam, Apostasy, Terms and conditions, Jurisprudence, Punishment, Muslim School of thoughts, Fuqaha.*

CC BY

تمہید

اسلام حیات انسانی کے تمام گوشوں میں بنیادی اصول و قواعد فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے انسان کے حقوق و فرائض متعین کر دیئے ہیں اور جرم و سزا سے متعلقہ احکام و قوانین کا بھی تقرر فرمادیا ہے چنانچہ جو شخص اپنے فرائض یا دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی برتے گا، اسے اُخروی عذاب یا دنیاوی سزا کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دنیاوی سزا کے طور پر اسلام کے فوجداری قانون میں مختلف جرائم پر حدود و تعزیرات، قصاص و دیات اور کفارات جیسی متفرق سزائیں موجود ہیں۔ فقہائے کرام کے مطابق ارتداد[1] بھی ایک فوجداری جرم ہے۔ اسلام کو ترک کرکے کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنا ارتداد کہلاتا ہے۔

اسلامی تاریخ اور دینی ادب میں ارتداد اہم ترین اور حساس موضوع کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ موضوع اس نقطہ ء نظر سے اہم ہے کہ ایک شخص جب دین اسلام سے بہرہ یاب ہونے کے بعد اس سے انحراف کرتا ہے اور اس کی مسلمات اور مبادیات کا انکار کر دیتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ صرف اخروی سزا کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں بھی سخت سزا کا مستوجب ٹھرتا ہے۔ دیگر سزاؤں کی طرح اس سزا کا دائرہ کار فروعی احکام پر منحصر نہیں ہے بلکہ دائرہ اسلام سے نکلنے کے حوالے سے اسلام کے بنیادی تصورات اور دیگر تمام مذاہب عالم کے متعلق اس کے نقطہ نظر سے مربوط اور منسلک ہو جاتی ہیں۔ قرآن حکیم میں بیان کی گئی سزاؤں میں اگرچہ ارتداد کے حوالے سے صراحتہ اور واضح طور پر قتل کی سزا مقرر نہیں کی گئی ، لیکن احادیث مبارکہ ﷺ، سنت رسول ﷺ اور تعامل صحابہ اور جمہور علماء کی نظر میں اگر کوئی اسلام سے روگردانی کرے گا اور اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جائے گا تو اس کی سزا قتل اور موت ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد کسی مکلف شخص کا اپنے تمام ہوش و حواس میں اور بلا جبر و اکراہ، اپنے قول یا فعل سے صراحتا یا اشارتا مسلمات کفر کا ارتکاب کرنا اور اس پر قائم رہنا ارتداد کہلاتا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے مسودہ قانون میں ارتداد اور مرتد کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

> "Apostasy means renunciation of Islam by a Muslim which includes denial by him of any of the essentials of Dīn including finality of the Prophet-Hood. Apostate means a person who has committed apostasy". ([2])
>
> "ارتداد سے مراد کسی مسلمان کا بشمول ضروریات دین جن میں حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت بھی شامل ہے، ترک اسلام ہے۔ مرتد سے مراد ایسا شخص ہے جس نے ارتداد کا ارتکاب کیا ہو"۔

جس طرح عام شاہراہ پر چلتے کوئی شخص اگر الٹی طرف آنے لگے تو مجرم قرار پاتا ہے اور اسے سخت سزا دی جاتی ہے اس لئے کہ اس کی اس حرکت کی وجہ سے دیگر چلنے والوں کو خطرہ ہے اسی طرح اگر طریق دین پر چلتے ہوئے انسان واپس پلٹ جائے تو اس کے لئے بھی دین نے سخت سزا رکھی ہے یہاں انسان کی جان کو نہیں بلکہ انسان کی روح کو خطرہ لاحق ہے۔ دین و مذہب کا تقدس اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ کوئی شخص اگر دین کے ساتھ کھلواڑ کرے تو اسے سخت سزا دی جائے ورنہ کسی بھی دین کا تقدس قائم نہیں رہ سکے گا اور دنیا میں افراتفری کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔ اسلامی ممالک کے دساتیر میں سرکاری مذہب اسلام ہے اور قانون سازی کا مصدر شریعت اسلامیہ ہے۔ سعودی عرب کے دستور میں اس کو بہترین الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔

> "Courts shall apply the provisions of Islamic Sharī'ah to cases brought before them, according to the teachings of the Holy Qur'an and the Sunnah of the Holy Prophet (PBUH) as well as other regulations issued by the

Head of State in strict conformity with the Holy Qur'an and the Prophet's Sunnah".([3])

کہ حکومت ملک میں اپنے اختیارات، کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے حاصل کرے گی اور ان دونوں (کتاب و سنت) کو اس نظام حکومت اور ملک کے تمام قوانین پر بالادستی حاصل ہو گی۔

اسلامی سربراہی تنظیم کا اسلامی انسانی حقوق کا چارٹر (Cairo Declaration on human Rights in Islam) بھی یہی بیان کرتا ہے کہ تمام قانون شریعت اسلامی کے تابع ہیں۔

"All the rights and freedoms stipulated in this Declaration are subject to the Islamic Sharī'ah. The Islamic Shari'ah is the only source of reference for the explanation or clarification of any of the articles of this Declaration". [4]

اس اعلامیہ چارٹر میں مندرجہ ذیل تمام حقوق اور آزادیاں شریعت اسلامیہ سے مشروط ہیں۔ اس اعلامیہ میں مندرجہ ذیل آرٹیکلز کی تشریح اور وضاحت کا واحد مستند ماخذ شریعت اسلامیہ ہے۔ اسلامی دنیا کے دستور کی بنیاد قرآن و سنت پر قائم ہے اور اسلامی شریعت کو ماخذ قانون کا درجہ حاصل ہے اور تمام انسانی اور دیگر بنیادی حقوق اسی سے مشروط ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بھی شعائر دینیہ کے ساتھ کھلواڑ کرتا ہے تو اس کے لئے سزا کا پیمانہ شریعت اسلامیہ طے کرے گی، تاکہ دین کا تقدس پامال نہ ہو۔

اسی طرح صحت ارتداد کی چند شرائط ہیں جن کا وقوع و وجود پذیر ہونا ضروری ہے اور اس کے چند موانع بھی ہیں، جن کا مفقود ہونا لازم ہے۔ ارتداد کے لئے بلوغ، عقل اور اختیار تینوں شرائط کا پایا جانا لازمی ہے۔ امام کاسانی کے مطابق دیوانے، ناسمجھ اور نابالغ کا ارتداد قابل قبول نہ ہو گا([5]) امام سرخسی نے آیت قرآنی ("وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا" ([6])) پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب بچہ رسالت کا اہل ہے تو اسلام کا بھی ہو گا([7])۔ نابالغ کے اسلام کے بارے میں حضرت علی اور ابن الزبیرؓ کا اسلام لانا نصاً ثابت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین، نیز اسحاق، ابن ابی شیبہ اور ابو ایوب بچہ کے اسلام کی صحت کے قائل ہیں([8])۔ جبکہ امام شافعی اور امام زفر بچہ کے اسلام کی صحت کے قائل نہیں ہیں، جب تک کہ وہ بچہ بالغ نہ ہو جائے([9])۔

نابالغ کے ارتداد کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہ و امام محمد اور امام ابو یوسف کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ ارتداد کے لئے بلوغت شرط نہیں ہے، بلکہ اگر نابالغ، عاقل و سمجھ دار ہو تو اس کا ارتدا بھی د قابل قبول ہو گا، اور امام ابو یوسف کے نزدیک بالغ ہونا شرط ہے، لہٰذا نابالغ کا ارتداد خواہ وعاقل اور سمجھ دار ہی کیوں نہ ہو اس کا ااتداد قابل قبول نہ ہو گا([10])۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے مشہور مذہب([11]) کے مطابق ایک ایسے بچہ کا ارتداد جو سن بلوغت کو پہنچ چکا ہو قابل قبول ہو گا۔ لیکن اس پر شرعی حکم کا نافذ ہونا اس کی بلوغت تک موقوف رہے گا۔ بالغ ہونے پر اس کو تین دنوں تک مہلت دی جائے گی۔ اگر وہ پھر بھی کفر پر اصرار کرے گا تو اس پر ارتداد کا حکم جاری کیا جائے گا([12]) امام شافعی چونکہ نابالغ کے اسلام ہی کے قائل نہیں ہیں اس لئے ان کے نزدیک نابالغ کا ارتداد قابل قبول نہیں ہو گا۔ امام شافعی کے نزدیک ارتداد اس شخص کا معتبر ہو گا جو عاقل، بالغ اور صاحبِ اختیار ہو، لہٰذا بچے، دیوانے، مجبور کا ارتداد قابل قبول نہیں ہو گا، یعنی اُن پر ارتداد کا حکم لاگو نہ ہو گا۔([13]) حنابلہ کے نزدیک "نابالغ بچے، مجنوں، پاگل، دیوانہ یا جس کی عقل کسی وجہ سے زائل ہو گئی ہو اس کا ارتداد قابل قبول نہ ہو گا، یعنی اُن کا ارتداد بھی درست نہ ہو گا اور اُن کا اسلام قابل اعتبار ہی سمجھا جائے گا۔ لیکن جو بچہ

صاحب تمیز ہو، اسلام کے معانی و مفاہیم اور عقائد اور عبادات کو سمجھتا ہو اس کا اسلام لانا اور مرتد ہو جانا دونوں ہے قابل قبول ہوں گے "۔([14])۔

درج بالا بحث اس امر کی غماز ہے کہ مسلم فقہاء نے اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر دین اسلام سے خارج کرنے کے لئے باقاعدہ شرائط کا اطلاق کیا ہے ارتداد کی انہی شرائط و موانع پر بحث کرنے کے لئے ریسرچ پیپر میں مختلف مسلم فقہی مذاہب میں ارتداد کی شرائط وضوابط کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

زیر نظر مقالہ مختلف مسلم فقہی مذاہب میں ارتداد کی شرائط وضوابط کا تجزیاتی مطالعہ " پر مشتمل ہے۔ اس مقالہ سے متعلق کچھ اہم سابقہ تحقیقی کام درج ذیل ہے۔ ارتداد کے حوالے بہت سے لوگوں نے کام کیا ہے لیکن مقالہ ہٰذا کے عنوان پر تحقیقی کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ ذیل میں اس کام سے متعلق چند اہم مصادر کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1. ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، اسلامی قانون ارتداد، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور۔ اگست 2001

اس کتاب میں مصنف نے ارتداد کی مختلف صورتیں ذکر کی ہیں اور ارتداد کے اثرات پر مختلف فقہی مذاہب کا ذکر کیا ہے۔ مصنف نے ارتداد سے متعلق آیات کی تفصیل، احادیث کی شرح اور صحابہ کے اقوال کا تذکرہ نہیں کیا۔([15])

2. سید ابوالاعلیٰ مودودی ، مرتد کی سزا اسلامی قانون میں، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور۔ اپریل 1970ء

یہ کتاب دراصل سید ابوالاعلیٰ مودودی نے بعض سوالات کے جواب میں تحریر فرمائی تھی۔ انہوں نے اس موضوع پر چند آیات اور احادیث کو نقل کیا ہے اور سزائے ارتداد پر وارد شدہ شبہات کے معقول جواب رقم فرمائے ہیں۔([16])

3. منظور احسن عباسی ، جرم ارتداد اور اس کی اسلامی سزا، اسلامی مشن سنت نگر لاہور-1974ء۔ اس کتاب کو اسلامی مشن سنت نگر نے ۱۹۷۴ مین پبلش کیا۔ منظور احسن عباسی نے اس کتاب میں دراصل جسٹس ایس۔ اے رحمٰن کے شبہات اور انکی کتاب کا جواب دیا ہے۔([17])

4. ڈاکٹر عبدالعظیم مطعنی،عقوبة الارتداد عن الدين بين الادلة الشريعة و شبهات المنكرين، مکتبہ وہبۃ، القاھرہ، 1993ء۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے، یہ کتاب اس لحاظ سے بہت اہمیت کی حمال ہے کہ ڈاکٹر عبدالعظیم مطعنی نے مرتد کی سزا کے حوالے سے مغربی مفکرین اور منکرین سزائے ارتداد کے شبہات کا جواب دیا ہے۔([18])

5. غلام احمد پرویز، قتل مرتد اور غلام لونڈیاں، میزان پبلی کیشنز لاہور، 1962ء۔ یہ کتاب اس لحاظ سے اہم ہے کہ ارتداد کی سزا کا انکار کرنے والوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ برصغیر میں سزائے ارتداد سے انکار پر یہ پہلی باقاعدہ کتاب ہے جو کہ غلام احمد پرویز نے تحریر کی۔ جس میں انہوں نے قرآنی آیات کی من مانی تاویلات کر کے ارتداد کے انکار کا غلط جواز فراہم کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔([19])

6. رحمت اللہ طارق، قتل مرتد کی شرعی حیثیت، ادارہ ادبیات اسلامیہ، ملتان۔ 2001 رحمت اللہ طارق نے سزائے ارتداد کے انکار پر اپنی اس کتاب میں تقریباً غلام احمد پرویز سے ملتے جلتے دلائل کا تذکرہ کیا ہے۔ مصنف نے قرآنی آیات کی تفسیر کرتے وقت بنیادی ماخذ تفسیر سے استفادہ نہیں کیا گیا اور نہ ہی قرآن کے علاوہ دیگر مصادر شریعت کا تذکرہ کیا۔([20])

7. **Punishment of Apostasy in Islam، Islamic Research Institute, Islamabad, 1972· by Justice SA Rahman**

مصنف نے سزائے ارتداد کے تصور پر انگریزی زبان میں کتاب لکھی۔ جس میں انہوں نے سزائے ارتداد پر انہی افکار کا اظہار کیا ہے جو ان سے قبل جناب غلام احمد پرویز وغیرہ پیش کر چکے تھے۔([21])

8. **Apostasy in Islam: A Historical and Scriptural Analysis by Dr. TAHA JABIR ALALWANI, The International Institute of Islamic Thought, London.**

یہ ڈاکٹر طٰہٰ جابر علوانی کی عربی کتاب "لا اکراہ فی الدین" کا انگریزی ترجمہ ہے جو Nancy Roberts نے کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مطابق مسلم علماء کے ذہن میں چند احادیث سے غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے کہ ارتداد کی سزا موت ہے، حالانکہ دین میں تو کوئی جبر نہیں ہے۔ مصنف کے مطابق وہ تمام احادیث جو سزائے ارتداد کے باب میں آتی ہیں، وہ تمام ضعیف ہیں۔ اسکے علاوہ چند معاصر علماء کے نام گنوائے ہیں جو سزائے ارتداد کو تسلیم نہیں کرتے۔([22])

9. سزائے ارتداد: فقہی مذاہب اور معاصر افکار، تجزیاتی مطالعہ، آصف جاوید، نگران مقالہ پروفیسر ڈاکٹر محمد سعد صدیقی، پنجاب یونیورسٹی، 2020۔

اس مقالہ میں جرم ارتداد اور سزائے ارتداد کے موضوع پر قدیم فقہی ادب اور جدید قانونی دفعات اور معاصر افکار کے مابین تجزیہ و تحقیقی جائزہ نہایت عمدگی سے پیش کیا گیا ہے۔([23])

10. سزائے ارتداد کی معاصر تعبیر و تفہیم کا تجزیاتی مطالعہ (مسلم مفکرین کی آراء کی روشنی میں)، فریدہ یوسف، بہاءالدین یونیورسٹی، ملتان، 2020

اس مقالہ میں مصنفہ نے مسلم مفکرین کی آراء کی روشنی میں سزائے ارتداد کی تعبیر و تفہیم کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے، اور بجائے ارتداد کو روکنے کے لئے عملی اقدامات کرنے پر زور دیا۔([24])

11. ارتداد کی سزا کا معاصرانہ تنقیدی مطالعہ، ڈاکٹر نوید اقبال، ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن

اس مقالہ میں مصنف نے سزائے ارتدا کے متعلق علماء کے اقوال اور آراء پر تبصرہ کیا ہے اور مرتد سے متعلق قرآن کریم کے موقف اور مرفوع و موقوف روایات کو بیان کیا ہے۔

12. عائلی قوانین کے تناظر میں ارتداد کا تحقیقی مطالعہ، محمد زبیر، ڈاکٹر سہیل انور، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان،

اس تحقیقی مضمون میں قرآن و سنت اور اہل اجتہاد کے اقوال کی روشنی میں عائلی قوانین کے تناظر میں مسئلہ ارتداد کو واضح کر کے معاصر قانون کا تجزیہ کر کے شبہات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔([25])

اس کے علاوہ مزید کچھ کتب، ریسرچ پیپرز اور مقالات بھی اس تحقیق کا حصہ رہے ہیں۔ لیکن زیادہ تر کام سزائے ارتداد کے جواز اور شبہات کے جوابات کے متعلق ہے جبکہ خصوصا شرائط ارتداد پر کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہے۔ یہ کام اس اعتبار سے مختلف ہے کہ اس میں مختلف مسلم فقہی مذاہب کے نزدیک ارتداد کی سزا کی شرائط و موانع کا سیر حاصل جائزہ لیا گیا ہے۔

منہج تحقیق

اس مقالے کی تحقیق کے لئے منہج تحقیق، تجزیاتی منہج کو اپنایا گیا ہے۔ مقالہ کو نتائج تک پہنچنے کے لئے بنیادی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے اور ضرورت کے ساتھ ثانوی مصادر کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تحقیق کے جدید ذرائع انٹرنیٹ، ویب

سائٹس، برقی مکتبہ جات، تحقیقی مقالہ جات اور علمی رپورٹس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس میدان کے معاصر ماہرین اور سکالرز سے تبادلہ خیال بھی اس تحقیق کو مکمل کرنے کے لئے مفید رہا ہے۔ مصادر اور حوالہ جات کے لئے جرنل کے رائج فارمیٹ کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

ارتداد کی سزا کی شرائط

اگر کوئی شخص کوئی ایسی بات کرے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ اب وہ جس دین میں تھا اسکی حرمت کا قائل نہیں رہا یا کوئی ایسا کام کرے جس سے ظاہر ہو کہ اسکا اب اس دین سے کوئی تعلق نہیں رہا اور یہ دین کو مانتا ہی نہیں ہے یہ دونوں چیزیں ثبوت ارتداد کے لئے کافی ہیں یعنی یا تو زبان سے کوئی ایسی بات کہے جو دین اسلام سے نکل جانے کو ظاہر کرے جیسے اللہ، پیغمبر ﷺ کی نبوت یا اسلام کی حقانیت کا انکار کرے۔ ضروریات دین کا انکار بھی اسی زمرے میں آتا ہے اور ضروریات دین اس چیز کو کہا جاتا ہے جسے تمام مسلمان قبول کرتے ہوں اور اس کے ثبوت کے لئے دلیل کی ضرورت نہ ہو جیسے نماز کا واجب ہونا روزہ اور حج کا فرض ہونا وغیرہ۔ اسی طرح اگر کوئی کفریہ کام جانتے بوجھ کر کرے، مثلاً بت کی پوجا کرے، یا اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کی عبادت کرے یا اسلامی مقدسات جیسے قرآن مجید و بیت اللہ شریف، رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کی کھلم کھلا اہانت کرے۔

> "There are three different ways where one can be considered as an apostate and that is either by believing, or uttering of word or an action". ([26])
>
> تین مختلف طریقے ہیں جس سے کسی کو مرتد سمجھا جاسکتا ہے اور وہ یا تو یقین سے، یا قول و فعل یا عمل سے۔ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو دینی شعائر کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کیونکہ اس سے مذہب کی توہین ہوتی ہے۔ لہذا، کسی بھی قسم کی توہین خود بخود ارتداد کے درجہ میں آجائے گی۔

ارتداد کے لئے شریعت نے عقل، بلوغ، قصد و اختیار کو ارتداد کے تحقق کی شرائط میں ضروری جانا ہے یعنی اگر کوئی نابالغ کسی ایسی چیز کو زبان پر لائے جو ارتداد کا سبب ہے یا کوئی دیوانہ شخص قول و عمل سے کچھ ایسا کرے جس سے ارتداد لازم آئے تو وہ مرتد نہیں کہلائے گا اسی طرح اگر کسی کا اختیار و ارادہ نہ ہو اور وہ بغیر قصد و اختیار کے مجبوراً ایسی باتیں کریں جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ یہ اپنے دین سے پھر رہا ہے تو یہاں پر بھی اسے مرتد نہیں کہا جائے گا چنانچہ کسی مجبوری کی وجہ سے اگر کوئی کفریہ کلمات کہہ رہا ہے تو وہ بھی مرتد نہیں کہلائے گا۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے مطابق بھی ارتداد کا جرم واقع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مرتکب بالغ ہو، عاقل ہو اور اس نے ارتداد کا ارتکاب رضا کارانہ کیا ہو۔([27]) گویا کسی بھی شخص پر جو اسلام کا دعویدار تھا بعد ازاں منکر ہو جاتا ہے تو تب تک اس پر سزا کا اطلاق نہ ہو گا جب تک مذکورہ شرائط نہ پائی جائیں۔

1۔ بلوغت

فقہائے کرام کے نزدیک صحت ارتداد کی شرائط میں سے پہلی شرط بالغ ہونا ہے۔ اب بلوغت کے ذیل میں چند اشکالات پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ کسی نابالغ کے ارتداد کا کیا حکم ہو گا؟ بچے کا اسلام معتبر ہے یا نہیں؟ اور بالغ ہونے سے قبل اسلام کا کیا حکم ہے؟ اس مسئلے میں امام زفر کے علاوہ دیگر فقہائے احناف کا خیال ہے کہ عقل مند بچے کا اسلام معتبر ہو گا۔([28]) حنابلہ بھی احناف کے موافق ہیں کہ عقل مند بچے کا اسلام معتبر ہو گا([29])۔

احناف کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے:"وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا"۔ ([30]) اور ہم نے اسے (یحیٰ کو) بچپن ہی میں حکم عطا کیا۔"احناف کا استدلال ہے کہ اس آیت کی رو سے بچپن کے باوجود نبوت کا اہل قرار دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک نابالغ بچہ اسلام کا بھی اہل ہے گویا اس کا اسلام بھی معتبر ہو گا۔ حضرت علی نے بچپن میں اسلام قبول کیا تھا اور ان کا اسلام لانا قبول بھی ہوا تھا([31])۔ فقہائے احناف سورۃ مریم کی آیت 12 سے یہ استدلال کرتے ہیں جس طرح حضرت یحییٰ کے متعلق آتا ہے کہ انہیں بچپن میں ہی منصب نبوت مل گیا تھا، تو اگر نبوت بچپن میں مل سکتی ہے تو اسلام تو بدرجہ اتم معتبر ہو گا۔ اور بالکل اسی طرح حضرت علی کے متعلق آتا ہے کہ انہوں نے بچپن میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا اسلام قبول کر لیا تھا۔ امام زفر اور امام شافعی کے مطابق دنیا کے احکام میں بچے کا اسلام معتبر نہیں ہو گا۔[32] امام شافعی نبی کریم ﷺ کے اس فرمان گرامی سے استدلال کرتے ہیں:

"رُفِعَ القَلَمُ عن ثلاثة۔ عن النَّائمِ حتَّى يَسْتَيْقِظَ وعن الصَّغِيرِ حتَّى يَحْتَلِمَ، وعن المجنون حتَّى يَعْقِلَ"۔([33])

"تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے، سوئے ہوئے شخص سے، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور دیوانے سے، یہاں تک کہ اسے عقل آجائے"۔

امام شافعی اور امام زفر اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ حدیث کے مطابق بچہ مرفوع القلم ہے، اس کے قول پر دنیا میں کوئی حکم عائد نہیں کیا جائے گا اور جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا، وہ اسلام کا بھی مخاطب نہیں ہے چنانچہ اس کے اسلام کو معتبر نہیں سمجھا جائے گا([34])۔

احناف کے برخلاف امام شافعی اور امام زفر کے ہاں بچے کے اسلام کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ وہ حدیث نبوی ﷺ سے جس میں ہے کہ سوئے ہوئے، نابالغ اور دیوانے سے قلم اٹھالیا گیا ہے سے استدلال کرتے ہیں کہ نابالغ مرفوع القلم ہے اور بلوغت سے قبل اس پر کوئی حکم شرعی عائد نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اسکا اسلام معتبر ہو گا۔ دونوں اطراف کے موقف اور استدلال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ کسی نابالغ بچہ کے اسلام کا شرعی لحاظ سے معتبر ہونا اور قانونی طور پر اس کا معتبر نہ ہونا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اب یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ نابالغ کے اسلام کی طرح، کیا نابالغ بچے کا ارتدار بھی معتبر ہو گا یا نہیں؟ اور کیا اسے بچپن ہی میں سزا دی جائے گی یا اس کی بلوغت کا انتظار کیا جائے گا؟

اس مسئلہ کے متعلق بھی فقہائے کرام کی مختلف آراء ہیں۔ امام بوحنیفہ اور امام محمد کا خیال ہے کہ استحسان کی رو سے نابالغ بچے کا ارتداد معتبر ہو گا([35])۔ امام مالک کا ظاہر مذہب اور امام محمد کا مشہور قول بھی یہی ہے کہ نابالغ بچے کا ارتداد معتبر ہو گا([36])۔

علامہ ابن عابدین حنفی اس مسئلہ پر فرماتے ہیں:

"ردته صحيحة اذا كان اسلامه بنفسه او تبعا لا بويه، واردتد قبل البلوغ، ولكن لا يقتل لانه ليس من اهل العقوبات، لكنه يضرب ويحبس"۔([37])

"بچے کا ارتداد معتبر ہو گا، جب وہ بذات خود اسلام لایا ہو یا اس کا اسلام والدین کے توابع ہو اور وہ بلوغت سے قبل مرتد ہو جائے مگر بچے کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ سزا کے قابل نہیں ہے تاہم اسے مارا پیٹا جائے گا اور قیدی بنایا جائے گا۔"

امام ابو حنیفہ، امام محمد اور امام مالک کے نزدیک بچے کے ارتداد کا عتبار کیا تو جائے گا لیکن بلوغت سے قبل قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ابھی وہ سزا کے قابل نہیں ہے، ہاں البتہ اسے بطور سزا مارنا پیٹنا اور قیدی ضرور بنایا جاسکتا ہے۔

امام شافعی اور امام محمد اس مسئلے میں اختلاف کرتے ہیں۔ انکے خیال میں بچے کا ارتداد معتبر نہیں ہو گا۔([38]) علمائے زیدیہ کا بھی یہی موقف ہے۔([39])

امام سرخسی فرماتے ہیں:

> **"فاما اذارتد هذ الصبي العاقل فابو يوسف يقول لا تصح ردته، وهو القياس لان الردة تضره، و انما يعتبر معرفته و عقله فيما ينفعه لا فيما يضره۔ "([40])**
>
> "جب کوئی عقل مند بچہ مرتد ہو گا، ابو یوسف کے نزدیک اس کا ارتداد قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس کی بنیاد قیاس پر ہے کیونکہ ارتدار بچے کے حق میں نقصان دہ ہے اور بچے کا عقل و شعور اس کیلئے مفید امور میں معتبر ہوتا ہے مضر امور میں معتبر نہیں ہوتا۔"

امام شافعی، امام محمد، علمائے زیدیہ کے مطابق بچے کا رتداد قابل اعتبار نہیں ہے۔ جو فقہائے کرام نابالغ بچے کے ارتداد کا اعتبار کرتے بھی ہیں تو کم از کم انکا اس بات پر ضرور اتفاق ہے کہ اسے بالغ ہونے سے قبل سزا نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ قتل کی سزا ایک حد ہے اور حد کا نفاذ بالغ شخص پر ہوتا ہے۔

ابن قدامہ حنبلی کے مطابق:

> **ولا يقتل حتى يبلغ و يجاوزبعد بلوغه ثلاثة ايام يستتاب فيها، فان ثبت على كفر قتل[41]**
>
> "مرتد بچے کو بالغ ہونے اور بلوغت کے بعد تین یوم گزرنے تک قتل نہیں کیا جائے گا۔ اس عرصہ میں تو بہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور اس کے کفر پر قائم رہنے کی صورت میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔"

اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بالغ ہونا ارتداد کی شرط ہے چنانچہ کسی نابالغ بچے کا مرتد ہو جانا، سزا میں رکاوٹ ہو گا اور جب تک مرتد میں بلوغت کی شرط نہ ہو گی، اس وقت تک بچے کو ارتداد کی سزا میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام زفر کے علاوہ باقی دیگر احناف اور حنابلہ قائل ہیں کہ بچے کا اسلام معتبر ہے۔ جبکہ اس کے برعکس امام زفر اور اما شافعی کے مطابق بچے کا اسلام معتبر نہیں ہے۔ جس سے یہی سمجھ آتی ہے کہ نابالغ کا اسلام شرعی لحاظ سے تو معتبر ہے لیکن قانونی طور پر نہیں۔ اسی طرح بچے کے اسلام کی طرح بچے کے ارتداد پر فقہاء کا موقف مختلف ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام محمد، امام مالک قائل ہیں کہ بچے کا ارتداد معتبر ہے۔ جبکہ اس کے برعکس امام شافعی، امام یوسف اور علائے زیدیہ کے نزدیک بچے کا ارتداد قابل اعتبار نہ ہے۔ فقہاء بلوغت سے قبل صحت ارتداد کے قائل ہوں یا نہ ہوں۔ یہ بہر حال فقہائے کرام کا ایک متفق علیہ موقف ہے کہ بالغ ہونے کے بعد بھی اگر وہ ارتداد پر قائم رہے، تب ہی اس پر ارتداد کا حکم لاگو ہو گا۔ اس کے بعد تین روز تک اس سے توبہ ورجوع کا مطالبہ کیا جاتا رہے گا اور جو ع نہ کرنے کی حالت میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔ خواہ پیدائشی طور پر وہ بچہ مسلمان ہی کیوں نہ تھا اور بلوغت سے قبل مرتد ہو گیا ہو یا وہ بچپن میں کافر سے مسلمان بنایا گیا ہو اور بالغ ہونے سے قبل مرتد ہو گیا ہو، فقہاء کے نزدیک ان دونوں کا یہی حکم ہے کہ مرتد کا بالغ ہونا صحت ارتداد کی بنیادی شرط ہے اور اس کا نابالغ ہونا سزائے ارتداد میں رکاوٹ کا باعث ہے۔

2۔ عقل

فقہائے کرام کے نزدیک شرائط ارتداد میں سے ایک شرط عقل بھی ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ مکمل ہوش و حواس میں کیا جانے والا ارتداد کا عمل ہی قانون کی نگاہ میں قابل گرفت جرم ہو گا اور اس پر فقہائے کرام متفق ہیں۔ اس میں اشکال یہ ہے کہ کسی پاگل یا مدہوش کے ارتداد کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے پاگل شخص کا اسلام معتبر ہو گا اور نہ ارتداد ہی۔ اور جو شخص بھی پاگل کے مشابہ ہو گا، یہی حکم اس کا بھی ہے([42])۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

"ولو ارتد مغلوبا على عقله بغير سكر لم يحبسه الوالي، ولومات بتلك الحال لم يمنع ورثته المسلمون ميراثه لان ردته كانت في حال لا يجرى فيها عليه القلم ۔"([43])

" جس نے نشہ نہیں کیا تھا مگر بے ہوش ہو گیا اور بے ہوشی میں مرتد ہو گیا۔ اگر وہ اسی حال میں مر گیا تو اس کے مسلم ورثا تر کہ سے محروم نہ ہوں گے کیونکہ وہ اس حال میں مرتد ہوا تھا کہ اس پر قلم جاری نہیں ہوتا۔"

جو شخص اپنے ہوش و حواس میں مرتد ہوتا ہے اور بعد میں وہ بے ہوش ہو جاتا ہے، اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کیا جائے گا۔ "اور اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور ہوش میں بھی توبہ نہ کرنے کی صورت میں اسے قتل کیا جائے گا۔ اگر وہ بے ہوشی میں ہی مر جاتا ہے اور توبہ نہیں کرتا تو اس کا ترکہ مال فے متصور ہو گا ہے"۔([44])

یعنی ایک ایسا شخص جو بے ہوش ہو گیا ہو اس بے ہوشی کی حالت میں مرتد ہو گیا ہو، یاد رہے کہ وہ بے ہوشی نشہ کی وجہ سے نہ تھی، اور وہ اسی حالت میں مر گیا تو وہ بھی حدیث مبارکہ کے مصداق مرفوع القلم ہے اور اس پر ارتداد کا حکم جاری نہیں ہو گا، اور اسکا مال اسکے وارثوں کو ملے گا۔ جبکہ ایک شخص بے ہوش ہونے سے قبل ارتداد کا ارتکاب کرتا ہے تو اب اسکے واپس ہوش میں آنے کا انتظار کیا جائے گا تاکہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جا سکے، اگر توبہ نہیں کرتا تو اس کو جرم ارتداد کی پاداش میں قتل کیا جائے گا۔ اور اگر واپس ہوش میں آنے کی بجائے فوت ہو جاتا ہے تو اسکی چھوڑا ہوا مال مال فے تصور کیا جائے گا۔

جرم ارتداد کے بعد توبہ کے معاملے میں ڈاکٹر طٰہٰ جابر علوانی کے مطابق توبہ انسان اور اسکے رب کا ذاتی معاملہ ہے۔

"To repentance following apostasy and whether or not such repentance will be accepted or not, all these are matters of divine prerogative. As long as one's apostasy has not been accompanied by anything else that would be deemed a criminal act, it remains strictly between God and the individual, and is not the province of earthly rulers or anyone else".([45])

ارتداد کے بعد توبہ کرنا اور پھر اسکے بعد وہ توبہ قبول ہو گی یا نہیں، یہ سب امور الٰہی کے اختیار میں ہیں۔ جب تک کسی کے ارتداد کے ساتھ کوئی اور چیز نہ ہو جسے مجرمانہ فعل سمجھا جائے، یہ خدا اور فرد کے درمیان سختی سے قائم رہتا ہے، اور یہ زمینی حکمرانوں یا کسی اور کا اختیار نہیں ہے۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

"ولو كان الرجل ممن يجن ويفيق، فان ارتد في حال جنونه لم يصح، وان ارتد في حال افاقته صحت بوجود دليل الرجوع في احدى الحاليتن دون اخرى۔"([46])

"جو شخص کبھی دیوانہ ہوتا ہے اور کبھی تندرست ہو جاتا ہے، اس کا دیوانگی کا ارتداد معتبر نہیں ہو گا مگر تندرستی کا ارتداد معتبر ہو گا۔"

ایک ایسا شخص جو کبھی بے ہوش ہوتا ہے اور کبھی ٹھیک ہو جاتا ہے، اس نے اگر دیوانگی میں جرم ارتداد کیا ہے تو قبول نہیں کیا جائے گا لیکن اگر درست حالت میں جرم ارتداد کا ارتکاب کیا ہے تو اسکے ارتداد کا اعتبار کیا جائے گا۔

جو شخص جنون کی حالت میں مرتد ہو گیا ہو اور اسکو کسی نے اس حال میں قتل کر دیا، اس پر قصاص واجب ہو گا کیونکہ جنون کی حالت کا ارتداد معتبر نہیں ہے اور جب اس پر جنون طاری ہوا تھا، وہ اسلام پر قائم تھا گویا قاتل نے ایک مسلم کا ناحق قتل کیا جس پر قصاص لازم ہو گا([47])۔

ایک شخص جس نے حالت جنون میں جرم ارتداد کیا تو اس کو کسی نے قتل کر دیا تو قاتل پر ایک مسلمان کو ناحق قتل کرنے کی پاداش میں حد قصاص لگے گی، کیونکہ حالت جنون میں کیا گیا ارتداد قابل قبول نہیں۔

جنون کے متعلق امامیہ نے دو افراد کے مابین فرق روا رکھا ہے، صاحب روضہ لکھتے ہیں کہ:

"اذا ارتد عن ملة ثم جن لم يقتل ما دام مجنونا، اما اذا ارتدادة عن فطرة، فهو يقتل مطلقا، جن ام لا، اذا ارتدا۔"[48]

"ملت سے مرتد ہونے والا بعد میں دیوانہ ہو جاتا ہے، وہ جب تک دیوانگی میں رہے گا قتل نہیں کیا جائے گا مگر فطرت سے مرتد ہونے والا دیوانہ ہو یا نہ ہو اسے مطلقا قتل کیا جائے گا۔"

اس موقف پر امامیہ کی رائے باقی تمام سے مختلف ہے۔ جسکی وجہ شاید یہ ہے کہ ان کے نزدیک کسی پیدائشی مسلمان کے مرتد ہونے پر اسے توبہ کا موقع دینا غیر ضروری ہے۔ ایک ایسا شخص جو کبھی بے ہوش ہوتا ہے اور کبھی ٹھیک ہو جاتا ہے، اس نے اگر دیوانگی میں جرم ارتداد کیا ہے تو قبول نہیں کیا جائے گا لیکن اگر درست حالت میں جرم ارتداد کا ارتکاب کیا ہے تو اسکے ارتداد کا اعتبار کیا جائے گا۔

فقہائے احناف کا مطابق مخمور شخص کے ارتداد کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ ارتداد اصل میں عقیدہ اور قصد سے تعلق رکھتا ہے جبکہ مخمور کا عقد اور ارادہ نہیں ہوتا چنانچہ وہ مجبور سے مشابہ ہوتا ہے۔ مخمور شخص اپنی عقل کھو دیتا ہے چنانچہ اس کا ارتداد معتبر نہیں ہو گا کیونکہ وہ نائم (سونے والا) کی مانند ہو جاتا ہے۔ مخمور شخص غیر مکلف ہو جاتا ہے چنانچہ اس کے ارتداد کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ مجنون جیسا بن جاتا ہے۔ مخمور کے غیر مکلف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تکلیف کی ایک شرط عقل بھی ہے اور مخمور شخص میں وہ معدوم ہے یہی باعث ہے کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔([49])

احناف کے نزدیک اگر کوئی مخمور شخص جرم ارتداد کا مرتکب قرار پاتا ہے تو اس کا ارتداد معتبر نہیں ہے کیونکہ ارتداد کا تعلق ارادہ سے ہوتا ہے اور مخمور شخص کا ارادہ نہیں ہوتا بلکہ وہ تو ایک مجبور شخص کی طرح ہوتا ہے اور اسکا حکم ایک سوئے ہوئے

شخص کی مانند ہے اور سویا ہوا شخص غیر مکلف ہوتا ہے تو اس وجہ سے اسکا ارتداد معتبر نہیں ہے اور نہ اس سے توبہ کا مطابہ کرنا درست ہے۔

> "This punishment however will only be being carried after a grace of period of three days of consultation and counselling to confirm the intention of the doer and to be asked for repentance."([50])
>
> تاہم یہ سزا صرف تین دن کے مشورے اور ترغیب کے بعد عمل میں لائی جائے گی تاکہ عمل کرنے والے کی نیت کی تصدیق کی جائے اور اس سے توبہ کی درخواست کی جائے۔

اسلام میں ہر عمل کے ساتھ نیت کا ہونا ضروری ہے۔ قانونی حوالے سے کسی کی نیت اس کے نتائج پر بہت اثر انداز ہوتی ہے خواہ وہ طلاق ہو یا قتل یا کوئی اور معاملہ۔ نیت کی اہمیت کا اندازہ اس مشہور ترین روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى۔[51]"

"عملوں ک ادار و مدار نیت پر ہی ہے۔ اور ہر آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جس کی وہ نیت رکھتا ہے"۔

ابن قدامہ حنبلی کے نزدیک مخمور شخص کے ارتداد کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ صحابہ کرام نے مخمور شخص کے اتہام پر مبنی قول کو معتبر سمجھا اور اس پر حد قذف کا فیصلہ کیا تھا حالانکہ بہتان کا قول بھی بحالت نشہ صادر ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مخمور شخص کا ارتداد معتبر تسلیم کیا جائے گا۔

ابن قدامہ کے مطابق:

" وقولهم ليس بمكلف ممنوع، فان الصلاة واجبة عليه وكذا سائر اركان الاسلام و يا ثم يفعل المحرمات، وهذا معنى التكليف، لان السكران لا يزول عقله بالكلية ولهذا يتقى المحذورات ويفرح بما يسره، ويساء بما يضره، ويزول سكره عن قرب من الزمان، فاصبح الناعس بخلاف النائم والمجنون۔"([52])

"ان کا مخمور غیر مکلف کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اس پر نماز اور دیگر ارکان اسلام فرض ہیں اور محرمات کے ارتکاب پر وہ گناہگار ہوتا ہے اور مکلف ہونے کا یہی مطلب ہے کیونکہ مخمور کی عقل کلی طور پر زائل نہیں ہوتی، اسی باعث وہ خطرناک امور سے اجتناب کرتا ہے، فرحت بخش چیز سے خوش اور نقصان دہ چیز سے پریشان ہو جاتا ہے۔ اس کا نشہ بھی جلد ہی ختم ہو جاتا ہے چنانچہ وہ مجنون یا نائم کی بجائے ناعس (اونگھنے والا) ہوتا ہے۔"

مخمور کے ارتداد کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں اس میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں تاہم اس امر میں بہر حال وہ متفق ہیں کہ عقل صحت ارتداد کی ایک لازمی شرط ہے اور کسی مجنون یا مخمور شخص کا جرم ارتداد کا مرتکب ہونا، سزا میں رکاوٹ ہو گا، چنانچہ اس کے صحت مند ہونے پر اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، جس کے نتیجے میں یہ شبہ زائل ہو جائے گا کہ اس نے جنون یا نشہ میں جو کچھ کہا تھا، وہ اس کا اعتقاد اور ارادہ بھی رکھتا ہے یا نہیں اور حتمی فیصلہ بہر صورت اس کا روبہ صحت ہونے والا قول ہی کرے گا۔

علامہ ابن قدامہ کے نزدیک:

"واما استتابته فتوخرالی حین صحوه،لیکمل عقله ویفهم ما یقال له، وتزال شبهته ان کان قد قال الکفرمعتقدا له"۔([53])

"اس سے توبہ کا مطالبہ اس کے روبصحت ہونے تک موخر کیا جائے گا تا کہ اس کی عقل پوری ہو جائے اور وہ سمجھ سکے کہ اسے کیا کہا جارہا ہے اور اس کے متعلق شبہ زائل ہو جائے کہ اس نے کفریہ عقیدہ کے ساتھ کلمہ کفر کہا تھا۔

شرائط ارتداد میں عقل ایک لازمی شرط ہے، یعنی عمل ارتداد جو مکمل ہوش وحواس میں کیا جائے گا وہی عمل قانون کی نگاہ میں قابل گرفت جرم ہو گا اور اس پر فقہاء متفق ہیں۔ ایک پاگل شخص کا نہ اسلام معتبر ہو گا اور نہ ارتداد، اور جو شخص بھی پاگل کے مشابہ ہو گا اس کا بھی ہے یہی حکم ہے۔ ایک شخص جو بے ہوشی کی حالت میں مرتد ہو گیا ہو اس پر ارتداد کا حکم جاری نہیں ہو گا، اور اسکا ترکہ اسکے وارثوں کو ملے گا۔ جو کبھی بے ہوش ہو جاتا ہے اور کبھی ٹھیک ہو جاتا ہے، اس نے اگر دیوانگی میں جرم ارتداد کا ارتکاب کیا ہے تو قبول نہیں کیا جائے گا لیکن اگر ٹھیک حالت میں ارتداد کیا ہے تو اسکے ارتداد کا اعتبار کیا جائے گا۔

3. اختیار

فقہاء کے نزدیک شرائط ارتداد میں سے ایک شرط اختیار بھی ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ کسی مسلمان کے ارتداد کا اسی وقت اعتبار کیا جائے گا، جب وہ اپنے طور پر آزادی اور خود مختاری سے مرتد ہوا ہو، اس پر فقہاء متفق ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کو ارتداد پر مجبور کر دیا گیا ہو، اس کے ارتداد کا کیا حکم ہے؟ اور دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی شخص کو جبراً مسلمان بنایا گیا تھا، بعد میں وہ دوبارہ کافر بن گیا۔ کیا اسے بھی مرتد قرار دیا جائے گا یا وہ پہلی حالت کے مطابق کافر ہی تصور کیا جائے گا؟

فقہائے کرام اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ جسے کفر پر مجبور کیا گیا اور اس نے جبر کی بنا پر کلمہ کفر کہہ دیا، اس سے وہ مرتد نہیں ہو گا۔ محمد بن حسن شیبانی کا شاذ قول یہ ہے کہ مجبور شخص کو بھی کافر ہی قرار دیا جائے گا کیونکہ اس نے کلمہ کفر بولا ہے اور اس سے وہ با اختیار شخص کی مانند ہو گیا۔([54])

امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کے مطابق مجبوری میں کلمہ کفر کہنے والا مرتد نہ ہو گا۔ اس حوالے سے امام محمد کا ایک قول ملتا ہے جو کہ شاذ ہے کہ جس نے مجبوری میں کلمہ کفر کہا وہ بھی بظاہر کافر قرار پائے گا کیونکہ اس سے وہ با اختیار شخص کی طرح ہو گیا۔ اسکی بیوی کو طلاق ہو جائے گی اور اس کے ترکہ کے وارث اہل اسلام ہوں گے اور اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا جائے گا۔

ابن قدامہ بیان کرتے ہیں:

"ومن اکره علی الکفر فاتی بکلمة الکفر، لم یصر کافرا، بهذا قال مالک و ابو حنیفة والشافعي، وقال محمد بن الحسن ، هو کافر في الظاهر، تبین منه امراته ولا یرتد المسلمون ان مات ولا یصلی علیه وهو مسلم فیما بینه و بین الله، لأنه نطق بکلمة الکفر، فاشبه المختار([55])۔

"جسے مجبور کیا گیا اور اس نے کلمہ کفر کہہ دیا اس سے وہ کافر نہیں ہو جائے گا۔ امام مالک شافعی اور ابو حنیفہ کا یہی خیال ہے محمد بن حسن کا موقف ہے کہ وہ بظاہر کافر بن جائے گا۔ بیوی سے طلاق ہو جائے گی، اہل

اسلام اس کے وارث ہوں گے اور نہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا کیونکہ اپنی زبان سے کلمہ کفر کہہ کر وہ باختیار شخص جیسا ہو گیا ہے اپنے رب کے نزدیک وہ مسلمان شمار ہو گا۔"

جمہور علمائے کرام کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

"من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره و قلبه مطمئن بالايمان۔([56])

جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے، سوائے اس کے جس پر جبر کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔"

یہ آیت حضرت عمار بن یاسر کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت عمار بن یاسر کو مشرکین نے بہت مارا پیٹا اور ان سے کلمہ کفر کا مطالبہ کیا اور جب تک انہوں نے کلمہ کفر کہہ نہیں دیا انہیں برابر مارا گیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:""ان عاد و فعد"۔([57])" اگر پھر ایسا اتفاق ہو تو یہی کرنا چاہیے"۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حالتِ اکراہ میں اگر دل ایمان پر جما ہوا ہو تو کلمۂ کفر کا زبان پر جاری کرنا جائز ہے۔ یعنی اگر بہت ہی مجبور کر دیا جائے، دل ایمان سے لبریز ہو تو توریہ کے طور پر کلمہ کفر بول سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

"ان الله تجاوز لأمتي عن ثلاث: عن الخطاء وَالنسَيَانِ وَمَا اسْتَكْرَهُوا عَلَيْ۔"([58])

" اللہ تعالی نے میرے لیے میری امت سے غلطی، بھول چوک اور جس کام کے کرنے پر انھیں مجبور کر دیا جائے، اسے معاف کر دیا ہے"۔

اس امت محمدی ﷺ پر اللہ تعالی کا خصوصی کرم ہے کہ اس نے اسے بھول چوک اور غلطی کے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔ اس سے مراد وہ گناہ ہیں جو انہوں نے جان بوجھ کر نہ کیے ہوں۔ اسی طرح بھول چوک سے چھوٹ جانے والے واجبات یا حرام کاموں کے ارتکاب کو بھی معاف کر دیا ہے۔ تاہم جب بعد میں واجب یاد آجائے تو وہ اسے ادا کرلے گا۔ اسی طرح جن گناہوں اور جرائم کے ارتکاب پر انہیں مجبور کر دیا جائے وہ بھی انہیں معاف ہیں۔

اگر کسی شخص سے جبراً کفریہ کلمہ کہلایا گیا ہے اور وہ اس پر راضی نہ تھا، یہ کیسے معلوم ہو گا کہ اس میں اسکی رضامندی شامل نہ تھی ؟ اس کا حل فقہاء نے یہ بتایا ہے کہ جب جبر و اکراہ کا وقت ختم ہو جائے گا، اسے دونوں میں اختیار دے دیا جائے گا ان میں سے جسے وہ اختیار کرے گا۔ اس کے حق میں اسی کا حکم ثابت ہو جائے گا چنانچہ ارتداد پر مجبور شخص کو جبر و اکراہ کے بعد اسلام کے اعلان کا حکم دیا جائے گا اگر وہ اسلام کا اعلان کرے گا تو اس کا پہلے ہی سے اسلام پر قائم رہنا تسلیم کیا جائے گا اور اگر وہ کفر کا اظہار کرے گا تو اس کے کافر ہونے کا حکم سنایا جائے گا۔ اس پر کفر کا حکم اس کے اعلانیہ کفر سے عائد ہو گا کیونکہ اس کا اختیار اس کے تکلم ہی سے معلوم ہو گا کہ وہ دل سے کفر پر راضی ہو گیا ہے۔ اور کسی کے بارہ میں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے کفار کی قید میں خوف سے کلمہ کفر بول دیا تھا، اس کے خلاف ارتداد کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا کیونکہ اس کا حال ہی اس کے مجبور ہونے کا پتہ دے رہا ہے۔([59])

اسی طرح ایک ایسا شخص جس نے بامر مجبوری اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا مگر حالت اکراہ کے اختتام پر اس نے کہا کہ وہ اسلام نہیں لایا تھا۔ کیا اس کا یہ دعوی قبول کیا جائے گا یا اسے مرتد تصور کیا جائے گا؟ اور کیا اس باب میں معاہد، ذمی اور دیگر تمام غیر مسلم برابر ہوں گے؟

امام سرخسی کی رائے کے مطابق:

"المكره على الاسلام اذ ارتد، فانه لا يقتل استحسانا، لانا حكمنا باسلامه باعتبار الظاهر، وهو ان الاسلام فيما يجب اعتقاده، ولكن قيام السيف على راسه دليل على انه غير معتقد۔"(60)

"استحسان پر مبنی رائے یہ ہے کہ اسلام لانے پر مجبور شخص کو مرتد ہونے کی صورت میں قتل نہ کیا جائے گا کیونکہ ہمارے نزدیک ظاہر کے اعتبار سے اس پر اسلام کا حکم عائد ہو گا اور اس کے سر پر تلوار اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ اسلام کا اعتقاد نہیں رکھتا حالانکہ اسلام عقیدے کو واجب کرتا ہے۔"

مجبوراً اسلام قبول کرنے والے شخص کا صرف اسلام ہی غیر معتبر نہیں ہوتا بلکہ اسے دوبارہ کافر بن جانے کی صورت میں ارتداد کے جرم میں سزائے قتل بھی نہیں دی جائے گی اور نہ اسے قبول اسلام پر مجبور کیا جائے گا۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"واذا اكره على الاسلام من لا يجوز اكراهه كالزمى والمستامن فاسلم لم يثبت له حكم الاسلام حتى يوجد منه ما يدل على اسلامه طوعا مثل ان يثبت على الاسلام بعد زوال الاكراه عنه، فان مات قبل ذلك فحكمه حكم الكفار و ان رجع الى دين الكفر لم يجز قتله ولا اكراهه على الاسلام۔"(61)

"ذمی اور معاہد کی مانند کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور وہ مسلمان ہو گیا، اس کے حق میں اسلام کا حکم ثابت نہیں ہو گا جب تک یہ ثبوت حاصل نہ ہو کہ وہ خوشی سے مسلمان ہوا ہے مثلاً زوال جبر کے بعد بھی وہ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اگر وہ زوال جبر سے قبل فوت ہو گیا تو وہ کفار کے حکم میں ہو گا اور اگر وہ زوال جبر کے بعد کفر میں واپس چلا گیا تو اسے قتل کرنا یا اسلام پر مجبور کرنا جائز نہیں ہو گا۔"

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معاہد اور ذمی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا ناجائز ہے لہذا مجبور کے حق میں اسلام کا حکم بھی ثابت نہیں ہو گا جیسے کسی مجبور مسلمان کے حق میں حکم کفر ثابت نہیں ہوتا۔ مراد یہ نہیں ہے کہ لوگوں کو زبردستی دین میں داخل کیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام آسان اور واضح ہے اور اس میں داخل ہونے کے لئے کوئی جبر نہیں ہے۔ جو اس میں داخل ہوتا ہے وہ اس کے لوگوں میں سے ہے اور جو اس میں داخل نہیں ہوتا ہے وہ یا تو اہل ذمہ میں سے ہے یا معاہد ہے۔ اس پر اللہ تعالی کا یہ فرمان دال ہے: "لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي۔"(62) "دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، یقنا ہدایت، گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔"

یعنی دین اسلام میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جو شخص اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو جائے اور عملاً اسلام قبول کر لے، اسے مرتد ہونے کی بھی اجازت عطا کر دی

جائے۔ اسلام میں کسی شخص کو جبراً مسلمان بنانا قطعاً حرام ہے۔ چنانچہ جمہور اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ذمی اور معاہد جب تک اپنے معاہدے پر قائم رہیں۔ ان سے نقض عہد کرنا جائز ہو گا اور نہ انہیں معاہدہ کے علاوہ کسی چیز پر مجبور کرنا جائز ہو گا اور اگر انہیں کسی معاملہ میں مجبور کیا جائے گا تو ان کے حق میں اس کا حکم بھی ثابت نہیں ہو گا۔ سورۃ البقرہ آیت 256 کے ضمن میں ڈاکٹر طٰہٰ جابر علوانی رقمطراز ہیں کہ:

> "Religious freedom is hedged about by all the Qur'anic guarantees needed to render it an absolute, unbounded freedom to choose one's beliefs, and that the right to pass judgment on such matters belongs to God alone."([63])
>
> مذہبی آزادی کا تحفظ ان تمام قرآنی ضمانتوں سے کیا جاتا ہے جن کی ضرورت اسے اپنے عقائد کے انتخاب کی مکمل اور بے حد آزادی فراہم کرنے کے لیے ہوتی ہے، اور یہ کہ اس طرح کے معاملات پر فیصلہ کرنے کا حق صرف خدا کا ہے۔

ابن عابدین نے حاشیہ میں رقم کیا ہے:

> **"ان القياس انه لا يصح اسلام الذمی بالاكراه ولا الردة، وفي الاستحسان يصح لكن أن أرتد فلايقتل"۔([64])**
>
> "قیاس یہ ہے کہ اکراہ کی بنیاد پر ذمی کا اسلام اور ارتداد معتبر نہیں ہو گا مگر استحسان کی رو سے اس کا اسلام درست ہو گا تاہم ارتداد کی صورت میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔"

محمد بن حسن شیبانی کے مطابق معاہد اور ذمی کو جبراً مسلمان بنانا جائز ہے، اسلام سے رجوع کی صورت میں اسے مرتد ہی تصور کیا جائے گا اور اس کا قتل کرنا جائز ہو گا۔([65]) زیدیہ کے نزدیک مرتد اور حربی کافر کو اسلام لانے پر مجبور کرنا جائز ہے مگر ذمی اور معاہد کو جبراً دائرہ اسلام میں داخل کرنا جائز نہیں ہے۔ مرتد اور حربی کافر کا جبری اسلام معتبر ہو گا اور ارتداد کی صورت میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔([66]) مالکیہ کے مطابق مرتد کے جبری اسلام کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بعض کا خیال ہے کہ اسلام سے رجوع کی صورت میں اسے قتل کی بجائے قید میں رکھا جائے گا اور مسلسل اسلام قبول کرنے کا حکم دیا جائے گا جبکہ بعض مالکیہ کے خیال میں اسے چھوڑ دیا جائے گا اور اس سے کچھ بھی تعرض نہ کیا جائے گا۔([67])

مرتد اور حربی کافر کا جبراً اسلام ظاہری طور پر قبول ہو گا اور جبر کے دوران وفات ہونے کی صورت اسے قانونی طور پر مسلمان ہی تصور کیا جائیگا کیونکہ اس پر برحق کام کے لئے جبر کیا گیا تھا اور اس سختی کے نتیجے میں وقوع پذیر ہونے والا عمل بھی معتبر تصور کیا جائے گا جیسے ایک کلمہ گو مسلمان کو نماز پر مجبور کرنا اور اس کا نماز ادا کرنا۔ تاہم باطن کا معاملہ اس کے اور رب کے درمیان ہو گا چنانچہ اسلام پر مجبور کیا گیا جو مرتد یا حربی کافر اپنے دل میں بھی اسلام کا اعتقاد رکھے گا اور باطن سے بارگاہ الٰہی میں سرنگوں ہو جائے گا، وہ اللہ کے نزدیک بھی مسلم تصور ہو گا اور اس سے بھی مخلص اہل اسلام جیسے انعام کا وعدہ ہے اور جو اپنے دل میں نہ اسلام نہ اعتقاد رکھے گا، وہ دراصل کفر پر باقی ہے۔ اس کے حق میں آخرت کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ اس باب میں مجبور اور مختار کا حکم برابر ہے کیونکہ کسی عقل مند کا اسلام بلا اعتقاد ثابت نہیں ہوتا۔ یہی باعث ہے کہ منافقین بھی اسلام ظاہر کرتے اور اس کے فرائض سرانجام دیتے تھے مگر اللہ کی بارگاہ میں وہ مسلمان نہ تھے۔([68])

ڈاکٹر نعمان سامرائی کے مطابق:

"اکراہ المرتد علی العودۃ للاسلام یجوز لانہ ثبت بالنص اولا، ولانہ رضی الاسلام اولا وعرفہ، ثم عاد فرفضہ، کذا فان کان لہ شبہۃ فیجب ازالتہا قبل کل شیء ومتی ازیلت فلا یبقی الا التعصب والتعنت۔"([69])

"مرتد کو رجوع الی الاسلام پر مجبور کرنا جائز اور نص سے ثابت ہے کیونکہ پہلے وہ اسلام کو پہچان کر برضاو رغبت قبول کر چکا تھا پھر اس نے مرتد ہو کر اسے چھوڑ دیا چنانچہ اسے اگر کوئی شبہہ ہے تو سب سے قبل شبہے کا ازالہ واجب ہے اور شبہہ رفع ہونے کے بعد تعصب کے سوا کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔"

یعنی اگر کوئی شخص ارتداد کا ارتکاب کرتا ہے تو اسکو واپس اسلام لانے پر مجبور کرنا جائز ہے کیونکہ پہلے وہ جب مسلمان تھا تو اپنی مرضی وخوشی سے تھا، اب جبکہ وہ مرتد ہو رہا ہے تو ظاہر ہے کسی وجہ سے ہو رہا ہے یا اس کے دل ودماغ میں کوئی شکوک وشبہات نے جنم لیا ہے جنکی وجہ سے وہ انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہوا ہے، تو بجائے سیدھا سیدھا مرتد ہونے کہ ضروری ہے کہ اس کے شکوک وشبہات دور کئے جائیں۔ اگر اس سب عمل کے بعد اس کے شبہے کا ازالہ ہو جاتا ہے، لیکن وہ پھر بھی ضد پر اڑا ہوا ہے تو یہ تعصب ونفرت کے سوا کچھ نہیں۔

اس کے علاوہ عقل وشعور کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو شخص اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو جائے اسے اسلام سے مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے' کیونکہ بالفرض اگر کسی کو اسلامی تعلیمات میں کوئی شک وشبہ تھا تو اس نے اسلام قبول ہی کیوں کیا تھا؟۔ اس حوالے سے مولانا سعید احمد جلال پوری کی رائے کے مطابق:

"لہٰذا ایسا شخص جو اپنی مرضی اور رضاورغبت سے اسلام میں داخل ہو چکا ہے' اب اسے مرتد ہونے کی اس لئے اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اسلام چھوڑ کر نہ صرف اپنے دین ومذہب کو بدلتا ہے بلکہ اس قبیح اور بدترین فعل کے ذریعہ وہ دین وشریعت اسلامی تعلیمات' اسلامی معاشرہ کو داغ دار کرنے اسلامی تعلیمات کو مطعون وبدنام کرنے اور نئے مسلمان ہونے والوں کی راہ روکنے کی بدترین سازش کا مرتکب ہوا ہے۔ اس لئے اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کی مثال کھلے کافر کی تھی لیکن اب اس کی حیثیت اسلام کے باغی کی ہے اور دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ جو شخص کسی ملک کا شہری نہ ہو اور وہ اس ملک کے قوانین کو تسلیم نہ کرے تو اسے اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا' لیکن جب کوئی شخص کسی ملک کی شہریت اپنالے تو اسے اس ملک کے شہری قوانین کا پابند کیا جائے گا۔ چنانچہ اگر کوئی خود سر کسی ملک کی شہریت کا دعویدار بھی ہو اور اس کے احکام وقوانین اور اصول وضوابط کے خلاف اعلانِ بغاوت بھی کرے تو اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں' لہٰذا اگر کوئی شخص کسی ملک اس کے قوانین وضوابط یا کسی ملک کے سربراہ سے بغاوت کی پاداش میں سزائے موت کا مستحق ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسلام' اسلامی قوانین اور پیغمبر اسلام سے بغاوت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق نہ ہو"۔[70]

ارتداد کی شرط اختیار سے مراد ہے کہ کسی مجبور شخص کا ارتداد سزا میں رکاوٹ ہو گا یا جبر واکرہ کے خاتمے پر اسے مکمل اختیار دیا جائے گا اور اس اختیار کا جو بھی نتیجہ ہو گا اسی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا۔ جبر واکراہ کے نتیجہ میں کیا جانے والا ارتداد کا اقدام فقہاء کے متفق علیہ موقف کے مطابق معتبر تسلیم نہیں کیا جائے گا اور نہ اس پر سزا عائد ہو گی۔

خلاصہ کے طور پر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ ارتداد کا جرم واقع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مرتکب بالغ ہو، عاقل ہو اور اس نے ارتداد کا ارتکاب رضاکارانہ کیا ہو۔ امام زفر کے علاوہ باقی دیگر احناف اور حنابلہ قائل ہیں کہ بچے کا اسلام معتبر ہے۔ جبکہ اس کے برعکس امام زفر اور اما شافعی کے مطابق بچے کا اسلام معتبر نہیں ہے۔ بچے کے اسلام کی طرح بچے کے ارتداد پر بھی فقہاء کا موقف مختلف ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام محمد، امام مالک قائل ہیں کہ بچے کا ارتداد معتبر ہے۔ جبکہ اس کے برعکس امام شافعی، امام یوسف اور علمائے زیدیہ کے نزدیک بچے کا ارتداد قابل اعتبار نہیں ہے۔

فقہائے کرام متفق ہیں کہ مکمل ہوش و حواس میں کیا جانے والا ارتداد کا عمل ہی قانون کی نگاہ میں قابل گرفت جرم ہو گا۔ پاگل شخص کا نہ اسلام معتبر ہو گا اور نہ ارتداد۔ اور جو شخص بھی پاگل کے مشابہ ہو گا، اس کا بھی اسلام و ارتداد معتبر نہیں ہو گا۔ احناف کا مطابق مخمور شخص کے ارتداد کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جبکہ امام شافعی، امام احمد اور زیدیہ کا موقف یہ ہے کہ مخمور شخص کا ارتداد معتبر ہو گا۔ مخمور کے ارتداد کا اعتبار کیا جائے گا یا نہیں اس میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں تاہم اس امر میں وہ متفق ہیں کہ عقل صحت ارتداد کی ایک شرط ہے اور کسی مجنون یا مخمور شخص کا ارتداد، اجزائے سزا میں رکاوٹ ہو گا چنانچہ اس کے صحت مند ہونے پر اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، جس کے نتیجے میں یہ شبہ زائل ہو جائے گا کہ اس نے جنون یا نشہ میں جو کچھ کہا تھا، وہ اس کا اعتقاد بھی رکھتا ہے یا نہیں اور حتمی فیصلہ بہر صورت اس کا روبہ صحت ہونے والا قول ہی کرے گا۔

کسی مسلمان کا ارتداد اسی وقت معتبر ہو گا، جب وہ اپنے طور پر آزادی اور خود مختاری سے مرتد ہو۔ فقہائے کرام اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ جسے کفر پر مجبور کیا گیا اور اس نے جبر کی بنا پر کلمہ کفر کہہ دیا، اس سے وہ مرتد نہیں ہو گا۔ جب تک ذمی اور معاہد اپنے معاہدے پر قائم رہیں، ان سے عہد توڑنا جائز ہو گا اور نہ انہیں معاہدہ کے علاوہ کسی چیز پر مجبور کرنا جائز ہو گا اور اگر نہیں کسی معاملہ میں مجبور کیا جائے گا تو ان کے حق میں اس کا حکم بھی ثابت نہیں ہو گا۔ زیدیہ کے نزدیک مرتد اور حربی کافر کو اسلام لانے پر مجبور کرنا جائز ہے جبکہ ذمی اور معاہد کو جبر ادائرہ اسلام میں داخل کرنا ناجائز ہے۔ مرتد اور حربی کافر کا جبری اسلام معتبر ہو گا او رااسلام سے ارتداد کی صورت میں اسے قتل کر دیا جائے گا۔ کسی مجبور شخص کا ارتداد، سزا میں رکاوٹ ہو گا یا جبر و اکرہ کا خاتمہ ہونے پر اسے اختیار دیا جائے گا اور اسی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا۔ مجبوری میں کیا جانے والا ارتداد کا اقدام، فقہاء کے مطابق معتبر تسلیم نہیں کیا جائے گا اور نہ اس پر کوئی سزا عائد ہو گی۔

نتائج

1. قبول اسلام کے بعد کسی مکلف شخص کا اپنے تمام ہوش و حواس میں اور بلا جبر و اکراہ، اپنے قول یا فعل سے صراحتا یا اشارتا مسلمات کفر کا ارتکاب کرنا اور اس پر قائم رہنا ارتداد کہلاتا ہے۔
2. ارتداد کا جرم واقع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا مرتکب بالغ ہو، عاقل ہو اور اس نے ارتداد کا ارتکاب رضاکارانہ کیا ہو۔
3. صحت ارتداد کے لئے شرائط ارتداد کا وجود پذیر ہونا ضروری ہے اور اس کے چند موانع بھی ہیں، جن کا مفقود ہونا ضروری ہے۔

4. شریعت نے عقل، بلوغ، قصد واختیار کو ارتداد کے تحقق کی شرائط میں ضروری جانا ہے۔
5. نابالغ بچے کا ارتداد، سزا میں رکاوٹ ہو گا اور جب تک مرتد میں بلوغت کی شرط نہ ہو گی، اس وقت تک بچے کو سزائے ارتداد میں قتل نہیں کیا جائے گا۔
6. مکمل ہوش وحواس میں کیا جانے والا عمل ارتداد ہی قانون کی نگاہ میں قابل گرفت جرم ہو گا اور فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ پاگل شخص اور اس کے مشابہ شخص کا نہ اسلام معتبر ہو گا نہ ہی ارتداد۔
7. مجبور شخص کا ارتداد قبول نہیں کیا جائے گا، ارتداد اسی وقت معتبر ہو گا جب کوئی شخص اپنے طور پر آزادی اور خود مختاری سے مرتد ہوا ہو۔
8. کسی مجبور شخص کا اقدام ارتداد معتبر تسلیم نہیں کیا جائے گا اور نی اس پر کوئی سزا عائد کی جائے گی۔

سفارشات:

1۔ والدین گھر میں دینی ماحول بنائیں آزاد خیالی، بے راہ روی اور غیر مسلموں کے طور طریقوں سے اپنے گھروں کو بالکل پاک رکھیں۔

2۔ بچوں کی صحیح دینی تعلیم اور عمدہ تربیت کا انتظام کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔ انکے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی محبت پیدا کیجئے۔

3۔ ٹی وی یا موبائل پر ایسا کوئی مواد نہ دیکھیں جن میں معبودان باطلہ کی پرستش دکھائی جاتی ہے جس سے ہمارے بچے لاشعوری طور پر متاثر ہوتے ہیں، ڈراموں میں مصیبت زدہ فرد معبودان باطلہ سے مدد مانگتا ہے اور اس کا کام ہو جاتا ہے جس سے بچے لا شعوری طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ لہذا گھر بیٹھے انکو ان غیر اسلامی امور کو دیکھنے سے روکیں۔

4۔ بچوں کس کفار ومشرکین کی بری باتوں سے آگاہ کریں، ان کے شر کی عادت واطوار سے خود بھی دور رہیں اور بچوں کو بھی دور رکیں، کفار کے شرکیہ مذہبی تہوار اور رسومات سے خود بھی اجتناب کریں اور اور بچوں کو بھی دور رکھیں۔

5۔ خالص دینی تربیت کریں، اگر آج آپ ہی اپنے بچوں کی تربیت پر توجہ نہ دیں گے تو کل یہی بچے ارتداد والحاد جیسے فتنوں میں مبتلا ہو کر آپ کو ذلت ورسوائی کے گڑھے میں ڈھکیل دیں گے۔

6۔ حکومتی وریاستی سطح پر بھی ایسے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے جن سے ارتداد جیسے فتنوں کا قلع قمع کیا جاسکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1]۔ ارتداد کسی چیز سے رجوع کرنے، پلٹ جانے، لوٹ جانے، تغیر وتبدل اور رجوع کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ارتد فلان عن دینه اذا کفر بعد اسلامه۔ یعنی فلاں شخص اپنے مذہب سے لوٹ گیا اگر وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے۔

Irtidād: (apostasy) is used in the meaning of referring to something, turning back, returning, changing and turning. That is, such a person returned from his religion if he became a disbeliever after accepting Islam.

[2]اسلامی نظریاتی کونسل، **سالانہ رپورٹ**،(حکومت پاکستان، اسلام آباد،84-1983)،103

Islami nazriyati council, *Yearly Report* (Government of Pakistan, Islamabad, 1983-1984), P.103

[3] - www.constituteproject.org/constitution/Saudi_Arabia_2013/Accessed Date: 23-1-23

[4] - www.oic-oci.org/ Accessed Date : 25-1-23

[5]۔الکاسانی،علاءالدین ابو بکر، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع** (مصر: دار الکتب العلمیة،2003ء)،7:134

AlKāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i'*, (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 2003), 7:134

[6]۔مریم:19:11

Maryam: 11:19

[7]۔سرخسی،ابو بکر محمد بن ابی سہل،**المبسوط**، (بیروت: دارالمعرفه، 1406ھ)،1:121

AlSarakhsī, *AlMabsūṭ*, (Beirūt: Dār AlMa'rafah,1406),1:121

[8]۔مرغینانی،برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر،**الهدایه شرح بدایه المبتدی**، (بیروت: دارالمعرفه، 1936)2:126

Al-Marghīnānī., 'Alī ibn Abī Bakr Marghīnānī, *al-Hidāyah sharḥ Bidāyat. al-Juz' al-rābi'*, (Beirūt: Dār AlMa'rafah,1936),2:126

[9]۔دمشقی،ابن عبداللہ،محمد بن عبدالرحمن، **رحمه الامه فی اختلاف الائمه**،(مصر: مکتبه البابی الحلبی،1379ھ)ص:269

Muhammad Abdul Rehman, *Rahmah al-Ummah fi ikhtilaf al-A'immah, (*al-Qāhirah, Maktabat wa Maṭba'at Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī,1379), P.269

[10]۔الکاسانی،**بدائع الصنائع**،7:134

AlKāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i'*, 7:134

[11]۔محمد بن عبدالرحمٰن، **رحمه الامه فی اختلاف الائمه**،ص:296-بدائع الصنائع،135/7-المبسوط،:10:122

Muhammad Abdul Rehman, *Rahmah al-Ummah fi ikhtilaf al-A'immah, P.* 296, AlKāsānī, Badā'i' al Ṣanā'i'10:122

[12]۔ابن قدامہ،عبداللہ بن احمد،**المغنی مع شرح الکبیر**،(مصر: مطبعة المنار،1348ھ)8:551

Ibn Qudāmah, *AlMughnī,* (Egypt: IdārahalManār, ,1348), 8:551

[13]۔شربینی،محمد بن الخطیب،**مغنی المحتاج**، (بیروت : دارالکتب العلمیه،2014)4:144

lil-Shaykh Shams al-Dīn Muḥammad ibn Aḥmad al-Khaṭīb al-Shirbīnī, *Mughnī al-muḥtāj ilá ma'rifat ma'ānī alfāẓ al-Minhāj*, (Bayrūt, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 2014), 4:144

[14]۔النیسابوري، محمد بن إبراهيم،**الاقناع**، (ریاض:دار الصمیعي للنشر والتوزیع ،1351ه)،4:201

li-Abī Bakr Muḥammad ibn Ibrāhīm ibn al-Mundhir al-Nīsābūrī, *al-Iqnā'* (al-Riyāḍ, Dār al-Ṣumay'ī lil-Nashr wa-al-Tawzī',1351), 4:201

[15]۔تنزیل الرحمٰن،ڈاکٹر،**اسلامی قانون ارتداد**،(لاہور:مرکزی انجمن خدام القرآن،2001)

Dr Tanzeel ur rehman, *Islami Qanoon e Irtadad*, (Lahore, Markazi Anjuman Khuddam Ul Quran,2001)

[16]۔مودودی،ابوالاعلیٰ،**مرتد کی سزا اسلامی قانون میں**،(لاہور:اسلامک پبلیکشنز لمیٹیڈ،،1970)

Maududi, Syed Abul Aala, *Murtad Ki Saza*, (Islamic Publications (Pvt) Ltd,1970)

[17]۔عباسی،منظور احسن،**جرم ارتداد اور اس کی اسلامی سزا**،(لاہور:اسلامی مشن سنت نگر،1974)

Abbsi, Manzoor Ahsan, *Jorm Irtidad or os ki islamic saza* (Lahore, Islami Mishan Sunnat Nagar, 1974)

[18]۔ مطعنی،عبدالعظیم،ڈاکٹر،**عقوبة الارتداد عن الدين بين الادلة الشريعة و شبهات المنكرين**، (القاهره :مكتبه وهبة،1993)ء

Maṭʿanī, ʿabd Al-ʿaẓīm Ibrāhīm, *Uqūbat al-irtidād ʿan al-dīn bayn al-adillah al-sharʿīyah wa*, (Al-Qāhirah, Maktba Wahbah1993)

[19]۔ پرویز، غلام احمد، **قتل مرتد اور غلام لونڈیاں**،(لاہور:میزان پبلی کیشنز،1962ء)

Perwez, Ghulam Ahmed, *Qatl murtad or ghulam londiani* (Meezan publishers,1962)

[20]۔ طارق، رحمت اللہ، **قتل مرتد کی شرعی حیثیت**،(ملتان: ادارہ ادبیات اسلامیہ، 2001)

Rehmat Ullah Tariq, *Qatal e Murtad Ki Sharee Hasiyat*, (Multan, Idara adabiyat e islami,2001)

[21]-S.A Rahman, Justice, Punishment of Apostasy in Islam (Islamabad: Islamic Research Institute,1972).

[22]-ALALWANI, TAHA JABIR, Dr, Apostasy in Islam: A Historical and Scriptural Analysis (London: The International Institute of Islamic Thought, 2011).

[23]۔ جاوید، آصف، **سزائے ارتداد: فقہی مذاہب اور معاصر افکار، تجزیاتی مطالعہ**،(لاہور:پنجاب یونیورسٹی،2020)۔

Asif Javed, *Fqhi mazhaaib or maasir afkar*, (Lahore, Punjab University, 2020)

[24]۔ یوسف، فریدہ، **سزائے ارتداد کی معاصر تعبیر و تفہیم کا تجزیاتی مطالعہ** (مسلم مفکرین کی آراء کی روشنی میں)(ملتان: بہاءالدین زکریایونیورسٹی **2020 ,**)

Yousaf, Fareeda, *Sazaa I Irtadad ki Maasir Tabeer o Tafhaeem ka Tajziaati Mutalia*, (Muslim Mufakreen ki Araa ki Roshni Mein),(Multan, Baha-ud-din Zakariya,2020)

[25]۔ سہیل انور، ڈاکٹر، محمد زبیر، **عائلی قوانین کے تناظر میں ارتداد کا تحقیقی مطالعہ**،(مردان:عبدالولی خان یونیورسٹی)

Dr. Sohail Anwar, Muhammad Zubair, *Ailee Qawaneen k Tanazor mein Irtadad ka Tahqeeqi Mutalia*, (Mardan, Abdul Wali Khan University)

[26]- Nik Rahim, Muhammad Norfarihin, REVISITING LAW OF APOSTASY IN ISLAMIC LAW, (Malaysian Journal of Syariah and law, NOVEMBER,2018)

[27]۔ **سالانہ رپورٹ**، ص:103

Yearly Report, P.103

[28]۔ دمشقی، محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز عابدین، **ردالمختار علی الدر المختار**،(بیروت، داراحیاءالتراث العربی1379ھ)4:257

Muḥammad Amīn al-shahīr bi-Ibn ʿĀbidīn.,*Radd al-muḥtār ʿalá al-Durr al-mukhtār sharḥ Tanwīr al-abṣār*,(Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Bayrūt,1379),4:257

[29]۔ ابن قدامہ، **المغنی مع شرح الکبیر**،8:549

Ibn Qudāmah, *AlMughnī,* 8:549

[30]۔ مریم:19:12

Maryam,12:19

[31]۔ سرخسی، **المبسوط**،10:121

AlSarakhsī, AlMabsūṭ, 10:121

[32]۔ دمشقی، محمد بن عبدالرحمن، **رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ**، ص:269

Muhammad Abdul Rehman, *Rahmah al-Ummah fi ikhtilaf al-A'immah, P.*269

[33]۔ابن خزیمۃ، ابی بکر، محمد بن اسحٰق، **صحیح ابن خزیمۃ:**، کتاب المناسك، باب ذكر اسقاط فرض الحج عن الصبي قبل البلوغ، وعن المجنون حتى يفيق، قال الالباني حديث صحيح رجاله ثقات وله طرق اخري وشواهد في الأرواء-(دار التأصيل،1435**بیروت،**)،3048

Ibn Khuzaymah, Abu Bakar Muhammad bin Ishaq, *Sahih Ibn Khuzaymah*, Dar altafasiil, Beruit, 1435 AH. Hdith no. 3048.

[34]۔سرخسی، **المبسوط**،10:120

AlSarakhsī, *AlMabsūṭ,* 10:120

[35]۔الکاسانی، **بدائع الصنائع**،7:135

AlKāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i'*, 7:135

[36]۔امرداوی، علاءالدین علی بن سلیمان، **الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف**،(بیروت:دارالکتب العلمیة،1986)،10:329

'Alā' al-Dīn Abī al-Ḥasan 'Alī ibn Sulaymān al-mutawaffī, *al-Inṣāf fī ma'rifat al-rājiḥ min al-khilāf*, (Bayrūt, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah,1986),10:329

[37]۔ابن عابدین، **ردالمختار علی الدرالمختار**،4:257

Ibn 'Ābidīn, Muḥammad Amīn ibn 'Umar; *Radd al-muḥtār 'alá al-Durr al-mukhtār sharḥ Tanwīr al-abṣār,4:257*

[38]۔شامی، عمر برکات، **فيض الاله المالك في حل ألفاظ عمدة السالك وعدة الناسك** ،(بیروت:دار الکتب العلمیة،1358)،2:305

Aḥmad ibn Lu'lu' Ibn al-Naqīb / ta'līf 'Umar Barakāt ibn Muḥammad Barakāt al-Shāmī al-Biqā'ī, *Fayḍ al-Ilāh al-Mālik fī ḥall alfāẓ 'Umdat al-sālik wa-'uddat al-nāsik*, (Bayrūt, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah,1358), 2:305

[39]۔عبداللہ بن مفتاح، **شرح الأزهار المنتزع من الغيث المدرار في فقه الأئمة الأطهار** ،(مصر: مطبعة المنار،1348ھ) ،4:557

'Abd Allāh ibn Abī al-, al-*Muntaza' al-mukhtār min al-Ghayth al-midrār al-mufattiḥ li-kamā'im al-Az'hār*, (Egypt: IdārahalManār, ,1348),4:557

[40]۔السرخسی، **المبسوط**،10:122

AlSarakhsī, *AlMabsūṭ,* 10:120

[41]۔ابن قدامہ، **المغنی**،8:551

Ibn Qudāmah, *AlMughnī*, 8:551

[42]۔الکاسانی، **بدائع الصنائع**،8:135، شافعی، **الأم**،6:148، **المھذب**،2:222، الاقناع،4: 301

AlKāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i'*, 8:135, al-Imām Abī 'Abd Allāh Muḥammad ibn Idrīs al-Shāfi'ī, *Kitāb al-Umm*,6:148

[43]۔شافعی، **الام**،6:148

al-Shāfi'ī, *Kitāb al-Umm*,6:148

[44]۔ابن قدامہ، **المغنی**،8:564

Ibn Qudāmah, *AlMughnī*, 8:564

[45] - ALALWANI, TAHA JABIR, Dr, Apostasy in Islam: A Historical and Scriptural Analysis (London: The International Institute of Islamic Thought, 2011)41.

[46]۔الکاسانی، **بدائع الصنائع**،7:134

AlKāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i'*, 7:134

[47]۔ نیشاپوری، **الاقناع**،4:301

li-Abī Bakr Muḥammad ibn Ibrāhīm ibn al-Mundhir al-Nīsābūrī, *al-Iqnā'*,4:301

[48]۔ نووی، یحییٰ بن شرف، **روضة الطالبين والتكمله**، محمد نجيب المطيعی، تحقيق، محمود مطرحی(مصر: دار الكتب العلمية،2003ء)2:393

Muḥyī al-Dīn Abū Zakarīyā' Yaḥyá ibn Sharaf ibn Marī al-Dimashqī al-Nawawī, *Rawḍat al-Ṭālibīn*, (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 2003),2:393

[49]۔ الکاسانی، **بدائع الصنائع**،7:134

AlKāsānī, *Badā'i' al Ṣanā'i'*, 7:134

[50]۔ السرخسی، **المبسوط**،8:563

AlSarakhsī, *AlMabsūṭ*, 8:563

[51]ترمذی، محمد بن عیسی، **سنن الترمذي**، أبواب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في صنائع المعروف , رقم الحديث:1956

Muḥammad ibn 'Īsá Tirmidhī, *Sunani Termiziĭ*, Sharq" nashriët-matbaa aktsiiadorlik kompaniiasi bosh tahririiati, Toshkent, 2013

[52] - Nik Rahim, Muhammad Norfarihin, REVISITING LAW OF APOSTASY IN ISLAMIC LAW, (Malaysian Journal of Syariah and law, NOVEMBER,2018)4.

[53]۔ السرخسی، **المعنی**،8:563

Ibn Qudāmah, *AlMughnī*, 8:563

[54]۔ السرخسی، **المبسوط**،:10:133

AlSarakhsī, *AlMabsūṭ*, 10:133

[55]۔ ابن قدامہ، **المغنی**،8:566

Ibn Qudāmah, *AlMughnī*, 8:566

[56]۔ النحل:16:106

An-Nahl: 16:106

[57]۔ نیسابوری، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم، **المستدرک علی الصحیحین**، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ النحل،3362

Nīsa Purī, Abu Abdullah, Muhammad bin Abdullah, Hakam, *Al-Mustadrak Al-Sahiheen*, kitāb al-Tafseer, Tafser Surah Al-Nahal, 3362.

[58]۔ ابن حبان، محمد تمیمی، **صحیح ابن حبان**، کتاب أخباره عن مناقب الصحابة ، باب ذكر الاخبار عماوضع الله بعضله عن هذه الأمة،7219

Ibn Ḥibbān, Muhammad Tamimi, *Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān*, 'Alā' al-Dīn Ibn Balbān al-Fārisī, 7219

[59]۔ سامرائی، **احکام المرتد فی الشریعة السلامیة**،ص:97

Nu'man 'Abd al-Razzaq Samarra'i, Aḥkām al-murtadd fī al-sharī'ah al-Islāmīyah (al-Qāhirah, 2017 / Dar al-Iḥsān lil-Nashr wa-al-Tawzī'), P.97

[60]۔ السرخسی، **المبسوط**،10:123

AlSarakhsī, AlMabsūṭ, 10:123

[61]۔ نیشاپوری، **الإقناع**،4:304

Mundhir al-Nīsābūrī, *al-Iqnā'*,4:304

[62]۔ البقرۃ2:256

al-Baqarah: 2:256

[63] ALALWANI, TAHA JABIR, Dr, Apostasy in Islam: A Historical and Scriptural Analysis (London: The International Institute of Islamic Thought, 2011) **,** P.84

[64]۔ ابن عابدین، **ردالمحتار علی الدر المختار**،4:246

Ibn ʿĀbidīn, Muḥammad Amīn ibn *Radd al-muḥtār ʿalá al-Durr al-mukhtār sharḥ Tanwīr al-abṣār*; 4:246

[65]۔ السرخسی، **المبسوط**،10:144

Al-Sarakhsī, *AlMabsūṭ,* 10:144

[66]۔ المرتضی، عبداللہ بن احمد، **شرح الازھار**،4:578

ʿAbd Allāh ibn Abī al- ,al-Muntazaʿ *al-mukhtār min al-Ghayth al-midrār al-mufattiḥ li-kamā'im al-Az'hār*,4:578

[67]۔ علیش، محمد بن احمد، **منح الجلیل علی مختصر الشیخ الخلیل**، (بیروت، دار الکتب العلمیہ،1294ھ)4:47

Muḥammad ʿUlaysh, Muḥammad ibn, Minaḥ al-jalīl sharḥ ʿalá Mukhtaṣar al-ʿallāmah, (Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, Bayrūt, 1464), 4:47

[68]ابن قدامہ، **المغنی**،8:560

Ibn Qudāmah, *Al-Mughnī*, 8:560

[69]۔ سامرائی، **احکام المرتد فی الشراع الاسلامیۃ**، ص:60

Nu'man 'Abd al-Razzaq Samarra'i, Aḥkām *al-murtadd fī al-sharīʿah al-Islāmīyah* (al-Qāhirah, 2017 / Dar al-Iḥsān lil-Nashr wa-al-Tawzīʿ), P.60

[70] جلال پوری، مولانا سعید احمد، **مرتد کی سزا قرآن، سنت، اجماع اور عقل کی روشنی میں**، ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ12، جلد:90، ذیقعدہ1427ہجری مطابق دسمبر2006ء ص:۱۴

Saeed ahmad jala porī, *Murtad kī saza quran sunnat ijma or aqal, (*Mahnama *Darul Uloom Deoband,1427),P.14*